رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے ـــ صہ ر
۲۔ خواص معاونین سے ـــ عـہ
۳۔ ہندوستان سے باہر ـــ سے ر
۴۔ غیر مذاہب والوں سے ـــ ۱۲ر
۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والوں سے ـــ ۱۲ر

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

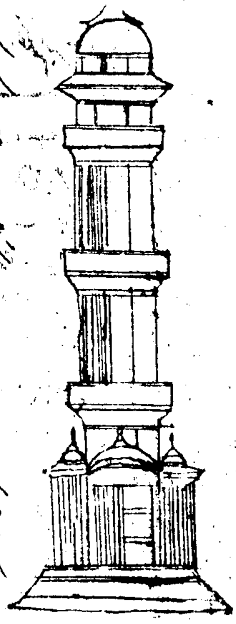
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ اور ۶ اور ۱۰ اور ۱۴ اور ۱۸ اور ۲۲ و ۲۶ اور ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی



نمبر ۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جون ۱۹۰۸ء مطابق ۱۴ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ ہجری | جلد ۱۲

امرتسری منکر ثناء اللہ کا اپنا فیصلہ اپنے حق میں

(پہلا نمبر)

ثناء اللہ مفسد اور نافرمان ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

زندہ جاوید وفات اگرچہ دوسرے اور واقعی معنوں میں ۔۔۔ حیوۃ طیبہ ہے ایسی نہ تھی۔ کہ اس پر کسی خدا ترس اور سلیم الفطرۃ انسان کو نکتہ چینی کی گنجائش ہوتی۔ مگر منہاج نبوۃ اور سنن انبیاء سے ناواقف اور بے خبر یا تجاہل عارفانہ کرنے والے معترض جن کا عمل ـ

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن ـ

کے مقولہ پر ہو۔ جن کا دل خدا تعالےٰ کے خوف سے تہی تعمق اور غور و فکر سے دماغ عاری ہو کر فساد عداوت کا مخزن بن رہا ہو۔ وہ ایسے موقعہ کو جوان کے لئے شہرت طلبی کا عمدہ ذریعہ ہو سکے کب ہاتھ سے جانے دیتے ہیں۔ انہیں میں سے امرتسری منکر ثناء اللہ امرتسری ہے۔ کچھ عرصہ کے لئے اس کا میں نے تعاقب چھوڑ دیا تھا۔ اس نے اس اعراض کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر جو جی میں آیا کہا اور جو زبان قلم سے نکلا شائع کیا ـ

لیکن

اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اس نے طوفان بے تمیزی برپا کرنا چاہا ہے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے اس کو اس کی اپنی ہی دخل کر دیا جاوے۔ اور

آئینہ حق نما

میں اس کو اسکی اصلی تصویر دکھائی جاوے۔ میں اس امر کے لئے خود اس کی اپنی تحریریں پیش کرونگا اور اس طرح پر اُسے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ

اُسکا اپنا فیصلہ اُسکے اپنے حق میں کیا ہے

حضرت مسیح موعود کی وفات پر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے جس کی سرخی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ رکھی تھی ثناء اللہ نے استشہاد کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وفات پاجانا ثناء اللہ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اُس اشتہار پر بہت کچھ بحث کیجا سکتی ہے۔ اور وہ نفسانیت یا دشمنی کے رنگ میں نہیں بلکہ قانون نصرۃ الٰہی کے طور پر مگر میں اس وقت اس کے مختلف پہلوؤں کو چھوڑ کر صرف ایک پہلو پر بحث کرونگا۔ وباللہ التوفیق ـ

میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس اشتہار میں ایک دعا کی تھی۔ اور ثناء اللہ کو اس میں مخاطب کیا تھا۔ کہ

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔" الیٰ آخرہ

میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ کہ یہ اشتہار بجائے خود ایک خاص بحث چاہتا ہے جس کے ایک ایک لفظ میں صداقت اور حق کی روح بول رہی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوی پر روشن دلیل ہے لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسی فیصلہ کو اپنے لئے آخری فیصلہ قرار دیا تھا؟ اگر نہیں تو اب اس سے تمسک کرنا کسقدر شرارت اور بیحیائی ہے۔ لیکن اگر ثناء اللہ اس سے ہی تمسک کرنا چاہتا ہے اور اسی پر اپنا فیصلہ منحصر کرنا چاہتا ہے۔ تو میں انشاء اللہ العزیز اسی فیصلہ کے رو سے ثابت کر دونگا کہ ثناء اللہ مفسد اور نافرمان ہے۔ نہ کہ صادق۔ ناظرین مصلح و اس فیصلہ میں میں کسی غیر کی شہادت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ بلکہ خود ثناء اللہ کا اپنا ہی فیصلہ پیش کرونگا

اس فیصلہ کے اندراج سے پہلے میں ایک امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ ناظرین اسے بخوبی سمجھ لیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا نام نور ہے اور وہ ظلمت اور ضلالت کو نور اور ہدایت سے ممتاز

کرتا ہے۔ یہ ہو نہین سکتا۔ کہ وہ کسی معاملہ کو ملتبس کرے اور حق و باطل کو ایسے طور پر ملا دے کہ لوگ شبہ مین پڑ کر ہلاک ہو جائین۔ اور اس لئے ان علماء سوء کو جو حق باطل کو ملا دینے مین مشاق ہوتے ہین۔ مخاطب کرکے فرمایا ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ ان علماء سوء نے فقیہون اور فریسیون کی صورت مین خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ بندے۔

مسیح ابن مریم

کے مقدمہ کو جس طرح پر ملتبس کرنا چاہا۔ وہ تاریخ الانبیاء کا ایک نمایان صفحہ ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی حکومت

شمشیر حکومت

ہے اُسنے آخر دکہا دیا کہ وہ حاملین تورات جو جبے اور دستار پہن کر نکلتے۔ اور الواح موسیٰ کے شارح اور مفسر کہلانے ہی پر اکتفا نہ کرکے نحن ابنٰؤا اللہ واحباؤہٗ کہتے تھے۔ آخر اس ناصری نبی کے بالمقابل ذلیل ہوئے۔ اور ایسے ذلیل ہوئے کہ وہ قوم آج روئے زمین پر

ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ

کا زندہ نمونہ موجود ہے۔ اسی طرح پر مسیح ناصری کے نام سے آنے والے احمدی مسیح کے دعوے کو مٹا دینے کے لئے شیطان اور اُسکی ذریت نے زور لگایا اور پورا زور لگایا۔ اس لئے کہ یہ آخری جنگ۔

آدم اور شیطان کی تہی

جس مین احمد خلیفۃ اللہ نے اسکی تیز کچلیون کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا ہے۔ شیطان مختلف راہون اور طریقون سے اس کی ایڑی کاٹنے کو نکلا۔ مگر ہر طرف سے اسپر لعنت کی مار پڑی اور وہ نامراد اور ناکام رہا۔ اب شیطان کا آخری حملہ باقی تہا۔ حضرت مسیح موعود ؑ کی وفات پر اس نے نیا بہروپ بدلا ہے اور وہ چاہتا ہے۔ کہ آدم اور اسکی ذریت پر ڈنگ چلائے مگر خدا تعالےٰ کے صلوٰۃ اور سلام ہون

خلیفۃ اللہ آدم ثانی پر

جس نے اس کے تیز زہر ہلاہل سے بہرے ہوئے دانتون کو پہلے سے توڑ ڈالا ہے۔

یہ فیصلہ جو حضرت مسیح موعود ؑ نے شایع کیا تہا۔ یہ بہی ایک حربہ تہا۔ شیطان کو کچلنے کے لئے اور باطل کی ہلاکت کی خاطر۔ لیکن امرتسری منکر نے سعی کی کہ اسکو مشکوک اور بے اثر کرکے دکہا دیا جاوے تاکہ لوگ اس فیصلہ کے صدور پر ہدایت نہ پا جائین۔ اس فیصلہ کا جو جواب مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث مین شایع کیا تہا۔ وہ سارا ہی انشاء اللہ وقتاً فوقتاً درج کرونگا۔ مگر اس وقت مین اُس کا ایک نوٹ دینا چاہتا ہون۔ جو حضرت مسیح موعود ؑ کے اس فقرہ پر دیا گیا ہے۔

کیونکہ مین جانتا ہون کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی۔

اسپر جو نوٹ امرتسری مولوی فاضل کے نائب نے دیا ہے۔ اور جو اسی ایڈیٹوریل مین درج ہے جس پر فاضل۔ ایڈیٹر کی کوئی جرح نہین وہ ناظرین کے لئے قابل غور ہے۔ اور یہی ایک نوٹ اس سانپ کے دانت توڑنے کے لئے زبردست ہتوڑا ہے۔ اسطرح پر

ثناء اللہ کی جوتی اور اسی کا سر

ہمارے سامنے ہے۔ وہ نوٹ یہ ہے۔

آپ اس دعوے مین قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہین۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکارون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ سنو۔ من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا (پ ۱۶ ع) اور انما نملی لہم لیزدادوا اثما (پ ۴ ع ۹) اور ویمدہم فی طغیانہم یعمہون (پ ۱) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہین۔ اور سنو۔ بل متعنا ھٰؤلاء واٰباءھم حتیٰ طال علیہم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہین۔ کہ خدا تعالےٰ جہوٹے دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگون کو لنبی عمرین دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت مین اور بہی برے کام کر لین۔ پہر تم کیسے من گہڑت اصول بتلاتے ہو۔ کہ ایسے لوگون کو بہت عمر نہین ملتی؟ کیون نہ ہو دعوے تو مسیح۔ کرشن۔ اور محمدؐ اور احمدؐ بلکہ خدائی کا ہے۔ اور قرآن مین یہ لیاقت؟ ذالک مبلغہم من العلم۔"

یہ نوٹ ہے جو اس فیصلہ پر دیا گیا ہے فیصلہ کی راہ یہ تہی۔ کہ صادق کی زندگی مین کذاب اور مفتری ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور کذاب اور مفتری اور مفسد کو لمبی عمر نہین دی جاتی۔ حضرت مسیح موعود ؑ اس دعا کے ذریعہ جو اس اشتہار مین کی گئی تہی۔ یہ چاہتے تہے کہ مفسد اور کذاب کو لمبی عمر نہ دی جاوے۔ لیکن ثناء اللہ جس کے دل مین چور تہا۔ اور جسے اپنے کذب و فساد پر اعتماد تہا۔ اور جسے یقیناً جانتا تہا۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ کی یہ دعا خالی از اثر نہ رہیگی۔ اور ثناء اللہ کا بیڑا پار کردیگی وہ دیکہ چکا تہا کہ اس کے مقابلہ مین آنے والے ہلاک ہو چکے تہے۔ اس لئے ثناء اللہ نے اپنے متعلق اس فیصلہ آسمانی کو ملتبس کرنے کے لئے یہ راہ نکالی کہ مفسد اور کذاب اور نافرمان کو لنبی عمر دی جاتی ہے اب معاملہ بالکل صاف ہے اور مین اسے سنجیدہ مزاج پبلک کے سامنے رکہتا ہون۔ کہ کیا وہ شخص جو حضرت اقدس ؑ کی اس دعا کے نتیجے سے خائف اور متردد ہو کر قبل از وقت یہ عذر تراشتا ہے کہ صادق کی زندگی مین کاذب کا ہلاک ہو جانا کوئی دلیل فارق نہیں ہے؟ وہ اس امر کی کوشش نہین کر رہا کہ یہ حق باطل کے ساتہہ ملتبس ہو جاوے!

ضد اور عداوت کے تاریک بخار سے دماغ کو صاف کرکے سوچو کہ اگر ثناء اللہ حضرت مسیح موعود ؑ کی زندگی مین ہلاک ہو جاتا تو ان لوگون کے سامنے جنہون نے ۲۶ر اپریل کے اہلحدیث مین مندرجہ بالا نوٹ پڑہا ہوا تہا۔ یہ صداقت مشکوک ہوتی یا نہ؟ پس خدا تعالےٰ جو حق اور باطل کو ملنے نہین دیتا۔ اور ایک امتیازی رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ اسنے نہ چاہا کہ معاملہ کو مشکوک بنا دے۔

اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور اجل مقدر کے قریب ہونے کی وحی بہی ہو چکی تہی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود ؑ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور

ثناء اللہ کو روسیاہ کر گئے

ثناء اللہ پر اس کی اقبالی ڈگری موجود ہے۔ اس کی رو سے وہ خود نافرمان مفسد اور دغاباز ہے جن آیات کو اسنے حضرت مسیح موعود ؑ پر چسپان کرکے آپ کی صداقت کو مشکوک کرنے کا ارادہ کیا تہا۔ اسی رنگ مین خدا تعالیٰ نے انی مہین من اراد اہانتک کا کرشمہ آپ کی وفات پر دکہایا اور اس کا مصداق اول

ثناء اللہ امرتسری ٹہرا

اب اسی کی جوتی ہے اور اسی کا سر احمدیون کے اختیار مین ہے جس طرح چاہین اس کے دماغ کا تنقیہ کرین۔ مین بڑے زور سے کہتا ہون۔ کہ ثناء اللہ کا قطعاً کوئی حق نہین۔ کہ وہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے استشہاد کرکے کوئی امر لکہے اسلئے کہ وہ اشتہار۔

جلی حروف مین

ثناء اللہ کے خلاف اسی کی تحریر سے فیصلہ دیتا ہے۔ ثناء اللہ کے شیدائیو اور اس کے قدیم اقتداؤ! کیا تم کوشش کروگے کہ ٹہنڈے دل سے اس نوٹ کو پڑہو الیس فیکم رجل رشید!

مین اگلے نمبر مین انشاء اللہ العزیز امرتسری منکر کی خدمت مین ایک اور تحفہ پیش کرونگا۔ جو خود انہون نے ہی طیار کرکے ہمارے ہاتہہ مین دے رکہا ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت اس کا سر سہلاتے رہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

اخبار وکیل کا قرضہ

خداتعالیٰ کی قدرتوں پر بے اختیاری او روجد کے عالم مین کبھی زبان سے واہ اور کبھی کسی صاحب الرائے شخص کو حق کی مخالفت مین قابل شرم ٹھوکرین کھاتے ہوئے دیکھ کر دل سے آہ نکلتی ہے جبکہ مین امرتسر کے مشہور اخبار وکیل کا وہ مضمون پڑھتا ہون جو اس کی ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت اور ایڈیٹوریل کالم مین مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مندرج ہے۔ مین اس بات سے واقف ہون کہ ملک مین کچھ لوگ اخبار وکیل کی رائے کو وقعت کی نظر سے دیکھتے اور دنیوی معاملات مین اس اخبار کے ایڈٹ کرنیوالے قلم اور دماغ کو چند آدمی قابل ستایش سمجھتے ہین لیکن تعجب ہوتا ہے اور خداتعالیٰ کی عجیب درعجیب قدرتون پر ایمان قوی ہوتا ہے جبکہ وہی قابل ستایش دماغ مختل اور وہی قابل ستایش قلم اپنی متانت اور روانی سے معطل نظر آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وکیل نے جو کچھ لکھا ہے بظاہر عبارت مین متانت و سنجیدگی کو نبھانے کی کوشش کی ہے لیکن ابتدائی حصہ کے علاوہ باقی تمام مضمون کے نقص مطلب کی نادرستی کو الفاظ کا لباس کیسے پوشیدہ کر سکتا تھا۔ وکیل کے اس مضمون کی بقول وکیل واقعی ایسی ہی مثال ہے کہ اس نے گویا اپنے خیالات کی زہریلی گولیون کو شائستہ الفاظ کے شہد مین لپیٹ کر لوگون کے حلق سے اتارنا چاہا ہے۔ وکیل کے مضمون کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے۔

"مرزا صاحب کی لائف مین ابتدائی صفحون کے سوا آپ کو ایسے تھوڑے ہی صفحے ملین گے جو حیرت انگیز واقعات سے معمور اور تعجب خیز کیفیتون سے مزین نہ ہون خواہ وہ ہندوستان کے مختلف شہرون مین دشمنان اسلام کے ساتھ نبرد آزمائی کر رہے ہون۔ خواہ قادیان مین بیٹھے ہوئے پیروان رسول پر مخالفت کی آگ برسا رہے ہون خواہ یورپ مین مادہ پرست عیسائیون کو مذہب اسلام کی برکتون سے واقف کر رہے ہون اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہین پائی تھی۔ مگر ان کی زندگی اور زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص فطرت لیکر پیدا ہوئے تھے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہین ہو سکتی اونہون نے اپنے مطالعہ اور فطرت سلیم کی مدد مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا۔ ۱۸۷۷ء کے قریب جبکہ ان کی ۳۵-۳۰ سال کی عمر تھی۔ ہم انکو ایک غیر معمولی مذہبی جوش مین سرشار پاتے ہین وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اس کا دل دنیوی کششون سے غیر متاثر ہے وہ خلوت مین انجمن اور انجمن مین خلوت کا لطف اٹھانے کی کوشش مین مصروف ہے۔ ہم اوسے بے چین پاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی کھوئی چیز کی تلاش مین ہے جسکا پتہ فانی دنیا مین نہین ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریون سے مباحثے کرتا ہے کبھی حمایت اسلام و حقیت اسلام مین وہ بسیط کتابین لکھتا ہے ۱۸۹۶ء مین بمقام ہوشیارپور آریون سے جو مباحثات انہوں نے کئے تھے ان کا لطف ابتک دلون سے محو نہین ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید اور اسلام کی حمایت مین جو نادر کتابین اونہون نے تصنیف کی تھین ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ ابتک نہین اترا ان کی ایک کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلمون کو مرعوب کر دیا اور اسلامیون کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلایشون اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیون اور فطری کمزوریون نے چڑھا دئے تھے غرضکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی مذہبی دنیا مین ایک گونج پیدا کر دی جسکی صدائے بازگشت ہمارے کانون مین ابتک آ رہی ہے گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے برا ہونے کا فیصلہ دیدین۔ محض اس وجہ سے کہ اہین مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیان کی تھین۔ اور بطور حفظ ماتقدم اپنے آئندہ دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بہترین فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق مین فیصلہ دے چکے تھے یہ دوسری بات ہے کہ اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنے تئین اس کا مستحق نہ دکھایا۔ کیرکٹر کے لحاظ سے ہمین مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہین آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضکہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالون نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند مین اونکو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہونچا دیا۔"

اس مندرجہ بالا حصہ مضمون مین پیروان رسول پر آگ برسانے یا براہین کے متعلق اپنے آپ کو مستحق نہ دکھانے کے دو تین فقرات کے علاوہ کوئی ایسی بات نہین۔ جو دانستہ کے خلاف اور دور از حقیقت ہو یہ فقرات بھی اس قسم کے ہین۔ کہ مین ان کا جواب دینا ضروری نہین سمجھتا۔ اب باقی مضمون کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ جو اس عبارت سے شروع ہوتا ہے۔

"۶۱۱ء جو رسول عربی کی عالمگیر خدائی پیغام کیوجہ سے دنیا کی مذہبی تاریخ مین بے نظیر اہمیت اور تقدس رکھتا ہے مرزا صاحب نے ۱۲۹۰ برس کے بعد (یہ ۱۲۹۰ برس شمسی حساب سے مضمون نگار نے نکالے ہین ورنہ قمری یعنی اسلامی برسون کے حساب سے سوا تیرہ سو برس کے قریب ہوتے ہین) اسی ۱۸۹۱ء مین پھر اوسی کے واقعات کو خدائی زبان مین دہرانا شروع کر دیا اور اپنی ذات پر ایمان لانیکو کافۃ الناس کے لئے ذریعہ نجات قرار دیا۔" اگر وکیل کو مذہب سے تعلق ہوتا (جیسا کہ وہ خود مذہبیت سے علیحدہ رہنے کو اپنے مضمون کے اخیر مین بیان کرتا ہے) اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعلیمات کی عظمت دل مین ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے وقت پر مبعوث ہونے اور خدائی زبان مین اسلام کی صداقت کے لئے واقعات کے دہرائے جانے سے ذرا بھی متعجب یا رنجیدہ نہ ہوتا اور مسیح موعود و مہدی مسعود پر ایمان لانا ذریعہ نجات ہے اس کو یہ آسانی سمجھ جاتا۔ افسوس کہ راقم مضمون کو اس حدیث کی بھی خبر نہین۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ بروایت دیگر من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ الامام مات میتۃ جاھلیۃ

آگے چلکر وکیل کہتا ہے۔ "کہ ہمارے دوست ہمین معاف رکھین اگر ہم یہ کہین کہ اونھون نے اسی مرحلہ پر مرزا صاحب کے سمجھنے مین غلطی کرائی ہے۔ یہ تو مرزا صاحب کے موافق و مخالف دونون کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اس زمانہ مین کسی نہ کسی وجہ سے اسلام کی عملیات کی پاک اور مقدس تعلیم کا اثر قلوب سے میٹ رہا ہے۔ طبعی جذبات غالب آ رہے ہین اور عام تاریکی پھیلی ہوئی ہے ایک انصاف پسند طبیعت جو مرزا صاحب کو اسی نظر سے دیکھتی ہے جسمین کہ وہ سکتے۔ کہدیگی کہ اونہون نے اس تاریکی کے دامن کو نبوت کا جامہ پہنکر چاک کرنا چاہا لیکن وہ طبائع جو مرزا صاحب کے خلاف مین اسی مسئلہ کو یون کہین گی کہ وہ عین اوس وقت جبکہ لوہا سرخ تھا ہتوڑا مارنے سے نہین چوکے یا دوسرے لفظون مین یون کہو۔ کہ انہون نے بنی نوع انسان یا کم از کم مسلمانون کو ایک مضبوط گرفت مین لینا چاہا۔"

مجھ کو فاضل منشی یعنے ایڈیٹر صاحب وکیل پر رحم آتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر ان کے توسن عقل نے بڑی زبردست سکندری کھائی ہے۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ وہ اسلام کے عملیات کے پاک اور مقدس تعلیم کے قلوب سے مٹنے کا سبب بھی تلاش فرماتے۔ اور کبھی نہ کبھی وجہ سے کہدکر اپنی بے التفاتی مذہب کا قابل شرم ثبوت نہ دیتے۔ انصاف پسند طبیعت تو بقول وکیل خود ہی یہ کہتی ہے۔ کہ انہون نے (مرزا صاحب نے) اس تاریکی کو مٹانا چاہا۔ باقی سرخ لوہے پر ہتوڑا مارنا کیون ناجائز ہے۔ اور یہ کس زبان کا محاورہ ہے۔ اور کون

معنون میں استعمال ہوتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا۔ نیز یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ مسلمانوں کو ایک مضبوط گرفت میں لینے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل کرنے میں نقصان کیا ہے۔

پھر وکیل کہتا ہے۔ کہ "خواہ کچھ ہی ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب نے اقتضائے وقت سے فائدہ اٹھانے میں کچھ دوراندیشی سے کام نہیں لیا۔ انہیں خیال کرنا چاہیئے تھا کہ زمانہ بہت آگے بڑھ گیا ہے اور دنیا کسی انسان کو محض اس لئے ذریعہ نجات قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کہ وہ ایک پہلے مذہب کی تجدید کے لئے آیا ہے۔ . . . . "

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک مسلمان اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل نبی خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق کام کیا کرتے ہیں۔ یا اخبار وکیل کے ایڈیٹر کی رائے کے مطابق!؟ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے زمانہ میں کون مادی انسان یہ کہتا ہوگا کہ انہوں نے نبوت کا دعوے کرنے میں دوراندیشی اور عقلمندی سے کام لیا ہے؟ خدا تعالیٰ اور اس کا رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ تم امام وقت کی فرمانبرداری کرو۔ اور جس نے اس کی اطاعت نہ کی اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب وکیل یہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا اس عظیم الشان مجدد یعنے مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذریعہ نجات قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد دور تک منشی فاضل نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ سب اس بدظنی کا نتیجہ ہے۔ جو ایک مامور من اللہ کے معاملہ میں خدائی قوانین کو زیر نظر نہ رکھنے اور عقل سلیم کو کام میں نہ لانے ایک مادہ پرست انسان کو ہوا کرتی ہے۔ پھر مضمون نگار اسبات پر سخت افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے لوگوں میں نہ صرف مناقشات و اختلافات ہی پیدا کئے بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں تلواریں دیدیں۔ اس کے بعد لکھتا ہے کہ ان کے سب دعاوی سے قطع نظر معاشرتی پہلو سے بھی مرزا صاحب کی تعلیمات پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہ اہمیت کے لحاظ سے ایسا ہے کہ جس سے مرزا صاحب کے تمام محاسن و عیوب بن کرا رہ جاتے ہیں۔ افسوس کہ انہوں نے تفرقہ کے نتائج پر ایک لمحہ بھی غور نہیں کیا۔ اگر مضمون نگار کو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تفرقہ کے نتائج پر اسی طرح غور نہیں کیا تھا۔ جس طرح کہ اب حضرت مرزا صاحب نے نہیں کیا۔ اور یہ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی تعلیمات کے اثر نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں تلواریں دیدیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اثر نے بھی نہ صرف ہاتھوں میں تلواریں دی تھیں بلکہ ان تلواروں سے کام بھی ایسا حیرت انگیز لیا کہ باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادے کبھی مداہنت اور منافقت سے کام نہیں لیا کرتے تو وہ اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے طرز عمل پر جو منشائے الٰہی کے موافق ظہور میں آیا اعتراض نہ کرتا اور اپنی ضعیف الایمانی یا مادہ پرستی کا ثبوت نہ دیتا کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ دروغگورا حافظہ نباشد ابھی اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں مضمون نگار حمایت و حقیت اسلام میں مرزا صاحب کے بسیط کتابیں لکھنے وغیرہ کا خود بڑی پُرزور عبارت میں سچا اقرار کر چکا ہے۔ لیکن اب مخالفت کے جوش میں خود ہی اس کے خلاف تحریر کرتا اور مرزا صاحب کی تصانیف کو ان کے دعاوی کی بحثوں کے علاوہ بے حقیقت ٹھہراتا ہے۔ پھر وکیل بلا دلیل لکھتا ہے۔ کہ "مذہبی ریفارمر ہونے کے لحاظ سے ہم ان کا مرتبہ کسی طرح سر سید علیہ الرحمۃ سے نہیں بڑھا سکتے۔ کیونکہ جن مسائل اسلامی پر موخر الذکر بزرگ نے قلم فرسائی کی تھی۔ انہی راستوں پر مرزا صاحب بڑھ لئے۔ جس شخص نے سرسید کی مذہبی تصنیفات کو ایک نظر دیکھ لیا ہے اسکو مرزا صاحب کی تصانیف میں سوائے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کے اور کوئی نئی چیز نظر نہ آئیگی۔ تعجب ہے اور سخت تعجب کہ وکیل کی مذکورہ بالا عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے سرسید اور حضرت اقدس ؑ دونوں کی تمام وکمال تصانیف بڑے غور سے ملاحظہ کی ہیں۔ لیکن حقیقتاً یا تو فاضل ایڈیٹر نے سرسید اور حضرت اقدس ؑ دونوں کا ایک ایک مضمون یا رسالہ بھی نہیں دیکھا۔ یا یہ کہ دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں فرمایا۔ سرسید فرماتے ہیں کہ وحی صرف ایک ملکہ فطرت کا نام ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں وحی خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو اپنے برگزیدہ بندوں پر وہ خود نازل فرماتا ہے سرسید زبان سے تو خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف کو بھی منجانب اللہ مانتے ہیں لیکن سرسید کے افعال اور مجموعی اقوال سے نتیجۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک علت موجبہ اور الہام و وحی کو محض دماغ انسانی کا نتیجہ جانتے ہیں۔ سرسید نے فلسفہ کے آگے قرآن شریف کی جانب سے دب کر صلح کا پیغام دینے اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی بے عزتی کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ لیکن حضرت مرزا صاحب ؑ نے خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کو ظاہر کرنے خدا تعالیٰ کے مدبر بالارادہ اور قادر و توانا ثابت کرنے قرآن شریف کے آگے فلسفہ کے مارسیاہ کا سر کچل کر مادہ پرستوں کی ناک کاٹنے میں جو جو کارنمایاں کئے اس سے ساری دنیا واقف ہے۔ سرسید نے تو فلسفہ کو ذریعہ نجات ٹھہرایا۔ اور اس جری اللہ نے ایمان کو۔ سرسید نے آریوں کیطرح دعا کو انجاح حاجت کے لئے ایک غیر ضروری چیز ٹھہرایا۔ اور حضرت مرزا صاحب ؑ نے دعا ہی کے ذریعہ سے تمام حاجات کا پورا ہونا مشاہدہ کرا کر دعا کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرسید نے معجزات اور نشانات انبیاء کی وہ تعریف بیان کی جس سے انبیاء اور غیر انبیاء میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں ٹھہرایا جا سکتا لیکن حضرت مرزا صاحب نے خود معجزات و نشانات دکھا کر مخالفین اسلام کا ناطقہ بند کر دیا سرسید نے قرآنی تعلیم کے خلاف مسلمانوں کو مداہنت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی سکھائی۔ حضرت مرزا صاحب نے مذہبی حمیت خدا پرستی اور خدا طلبی کا سبق دیا۔ مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنے مضمون کے ابتدائی حصہ میں جن مذہبی کارناموں اور دینی خدمتوں کو خود تسلیم کیا ہے اسی کے مطابق سرسید کے متعلق اس کو ثابت کرنا سخت دشوار ہوگا غرضکہ بہت سے ایسے اختلافات ہیں کہ جیسا کہ ایک زنگی کی رنگت کو کافور سے تشبیہ نہیں دیجا سکتی اسوقت تک سرسید کی تصنیفات کو حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات سے کوئی مشابہت نہیں۔ معزز مضمون نگار کو چاہیئے کہ بے جا تعصب سے علیحدہ ہو کر ٹھنڈے دل سے سرسید اور حضرت مرزا صاحب کے حالات اور مذہبی کارناموں میں غور کرے اور پھر دیکھے کہ اس نے مذہبی ریفارمر ہونے میں سرسید کو حضرت مرزا صاحب ؑ سے بڑھایا۔

اس بات کی مطلق پرواہ نہیں رہتی کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیا کہیں گے۔ ایک بڑی ہی قابل مضحکہ بات ہے جسطرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ واشاعت وحی میں دیکھنے اور سننے والوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے بھی پرواہ نہیں کی اگر مضمون نگار نے قرآن شریف کے ایک ہی مقام پر صرف دو ہی سطروں میں مہین۔ ہماز۔ مشاء نمیم۔ معتد اثیم عتل۔ زنیم۔ سنسمہ علی الخرطوم کے الفاظ دیکھے ہوتے تو وہ ہرگز ہرگز حضرت مرزا صاحب کے علم کلام پر معترض نہ ہوتا جسطرح آجکل مخالفین اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے بنیاد اعتراض کیا کرتے ہیں۔ بالکل انہیں الفاظ میں مضمون نگار نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی نسبت لکھا ہے۔ کہ "جو دنیا کے اخلاق و عادات کی اصلاح کا مدعی ہو بڑا تحمل بڑا رحم بڑا عفو بڑی انکساری بڑی فروتنی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن جسطرح اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخالفین کہتے تھے ایسا ہونا چاہیئے تھا ویسا ہونا چاہیئے تھا اور آخر کار مخالفین کی گفتار سب باطل ہوا ثابت ہوئی اسی طرح اب بھی اگر کوئی کہے۔ کہ ایسا کہنا چاہیئے تھا تو ان کا کہنا کیا وقعت رکھ سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ انسانوں کی مرضی کا ماتحت نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا اور کہلواتا ہے

اس نے جس شخص کو روشن کیا ہے وہ کسی کے منہ کی پہونکون سے بجھ نہین سکتی۔ مضمون نگار نے یہ تو لکھدیا۔ کہ مسیح کے حمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخفاکی سے وہ (حضرت مرزا صاحب) فرسنگون دور تھے۔ لیکن اوس نے کوئی مثال اور ثبوت پیش نہین کیا لہذا ہمین اسطرف ملتفت نہین ہوتا۔ پہر مضمون نگار لکہتا ہے۔ کیونکہ ان کی بعض معرکتہ الارا پیشگوئیان جن کا پورا ہونا ان کی زندگی مین ضروری تہا ابہی تک کتم عدم سے وجود مین نہین آئین۔ اس لحاظ سے نہایت محفوظ طریقہ پر کہا جاسکتا ہے۔ کہ تائید آسمانی نے بہی ان کا ساتہہ نہ دیا۔

ہزار ہا پیشگوئیون کے آفتاب عالمتاب کی طرح سچا ثابت ہونے اور کسی ایک آدہ پیشگوئی کا کوئی جز وکسی مخالف کی سمجھ مین نہ آنے سے خدا تعالے کے اُس برگزیدہ کی عظمت وشان مین کوئی فرق نہین آسکتا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

اور اگر بصورت تنزل یہ مان بہی لیا جاوے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی کوئی ایک آدہ پیشگوئی ان کی زندگی مین پوری نہین ہوئی۔ تو ایسا معترض نہ تنہا حضرت مرزا صاحبؑ پر اعتراض کرتا ہے۔ بلکہ اس کی دست درازی حضرت عیسےؑ و حضرت موسیٰؑ وغیرہ انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ افضل الرسل خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا تعالے نے ملک شام کے دینے کا وعدہ کیا لیکن ملک شام کی سرحد مین پہونچنے سے بہی پہلے ہی راستہ مین وہ فوت ہوگئے اور ملک شام بنی اسرائیل کی آیندہ نسلونکو ملا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا۔ کہ قیصر وکسریٰ کے خزانون کی کنجیان میرے ہاتہہ مین آئین۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کنجیان حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے ہاتہہ مین آئین حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا مین مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو دو کنگنون کی شکل مین دیکھا جو پہونک مارنے سے اُڑ گئے لیکن واقعات بتلاتے ہین کہ حضور نبی کریم کی اس پیشگوئی کا نصف حصہ ان کی حیات مین اور نصف ان کی وفات کے بعد پورا ہوا۔ یعنی اسود عنسی تو نبی کریم کے سامنے اور مسیلمہ کذاب ان کی وفات کے چہہ ماہ بعد ہلاک ہوا۔ باقی اس بات پر زور دینا کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے مخالفین کے سامنے کیون فوت ہوگئے درحقیقت نہایت کمزور بات ہے۔ خدا تعالے کے ماموروں اور اُن کے مخالفون کی موت وحیات ان کے مشن کی موت وحیات ہوتی ہے۔ ورنہ مرنا جینا تو ہر شخص کے ساتہہ لگا ہوا ہے حضرت مرزا صاحبؑ نے کبھی یہ دعویٰ نہین کیا کہ مین قیامت تک کی عمر لیکر آیا ہون۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ آدمؑ وشیطان کے واقعہ سے لیکر اس وقت تک برابر اخیار واشرار کے دونون سلسلے پہلو بہ پہلو چلے آتے ہین اور چلے جائینگے۔ اگر مرزا صاحبؑ ہزار برس عمر بہی پاتے تب بہی ان کی وفات کے وقت کسی نہ کسی مخالف مقابل کا موجود ہونا ممکن تہا۔ درحقیقت اب دیکھنا تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام نے جو سلسلہ دنیا مین قایم کیا ہے وہ قایم رہتا ہے یا ان کی وفات کے ساتہہ ہی ان کا سلسلہ بہی نابود ہوجاتا ہے نیز یہ کہ حضرت مرزا صاحبؑ اور ان کی جماعت کے ساتہہ وہ تائیدات الٰہیہ جو ایک راستباز اور راستبازوں کی جماعت کے ساتہہ ہونی چاہیئے شامل رہین اور رہینگی یا نہین!

مضمون نگار یعنی ایڈیٹر اخبار وکیل نے اپنے سب سے آخری فقرہ مین احمدیون کو مشورہ دیا ہے۔ کہ سب کو چاہیئے کہ مرتد ہوکر دنیا پرستون کی برادری مین پہر شامل ہوجائین لیکن مخالفون کو یاد رکہنا چاہیئے کہ اس قسم کی تدبیرین نہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کارگر ہوئی تہین۔ نہ اب ہوسکتی ہین۔

ایڈیٹر وکیل کو چاہیئے تہا۔ کہ اول اس جماعت مین جو سرسید نے تیار کی ہے۔ ان کے دونون صاحبزادون کو ملاتے اور پہر اسلامی عملی حالت اور جماعت احمدیہ کی عملی حالت پر ضرور توجہ فرماتے۔ حضرت مرزا صاحبؑ مغفور کو دل کہول کر گالیان دینے اور بُرا کہنے کے بعد احمدی جماعت کے ساتہہ نیک سلوک کرکے ایڈیٹر صاحب نے بہت عمدہ طور پر ناسور بہرنے کی تدبیر کی ہے اور ابتداء مضمون کو آخر کے ساتہہ اچہا پیوند کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم اور رحم سے فیصلہ فرمادے۔ آمین

راقم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی ثم قادیانی

رسالہ تشحیذ الاذہان۔

چونکہ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان نے حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق ایک جامع مضمون لکہا ہے اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ کہ یہ مضمون اعلےٰ طور پر چہپوایا جاوے۔ یعنی اسکی کتابت وچہپوائی اعلےٰ قسم کی ہونی چاہیئے۔ اور کاغذ بہی اعلےٰ قسم کا لگایا جاوے اور مضمون کے لئے ایک رسالہ کافی نہین ہے اس لئے انشاء اللہ تعالےٰ ۱۰ رجولائی ۱۹۰۸ء تک یہ خاص پرچہ شایع کیا جاویگا۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

عبد الرحیم منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

۲
ہر دو کاذب
خوب گذریگی جو مل بیٹہینگے دیوانے دو

امرتسری منکر ثناء اللہ کے متعلق اسکا اپنا فیصلہ اسی اشاعت مین کسی دوسری جگہ دیا گیا ہے۔ ترآوڑی اور پٹیالہ کے کانے دجال کی دوپیشو کے تدارک کے لئے مین ایک خاص دوا کا نام دینے کی فکر مین تہا۔ کہ امرتسری منکر کا پرچہ مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۰۸ء میری نظر سے گذرا جس مین مرتد ڈاکٹر کا اپنا ایک آرٹیکل شایع کیا گیا ہے اور اسپر امرتسری منکر نے خود تنقید کی ہے اس سے پیشتر کہ مین کانے دجال کے ٹینٹوے پر عملی جراحی کرون بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حق مین اس کے دوستون کا فیصلہ درج کردون یعنی یہ بتادینا چاہتا ہون۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات نے جس طرح ثناء اللہ کو کاذب ثابت کیا ہے (بحوالہ اہلحدیث ۲۶ راپریل ۱۹۰۸ء) اسی طرح مرتد ڈاکٹر کو بہی کاذب ثابت کیا ہے اور اس کے کذب پر گواہ ایسے ہین۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کے نزدیک معتبر اور موقر ہین۔ اس فیصلہ سے جو ثناء اللہ نے پیسہ اخبار کی تائید سے عبد الحکیم کے حق مین دیا ہے صاف ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ مرتد ڈاکٹر کاذب ہے۔

اور ثناء اللہ کا کاذب ہونا پہلے ثابت کیا گیا ہے اب یہ دونو کاذب پہلے اپنے گہر مین فیصلہ کرلین۔ کہ دونون مین سے بڑا کاذب کون ہے اور کون زیادہ حق رکہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ مین کریڈٹ کے قابل ہو اس فیصلہ سے ہمین بہی سہولت ہوگی اور پبلک کو بہی فائدہ پہنچیگا۔ اب مین وہ رائے امرتسری منکر کی مرتد ڈاکٹر نے کانے دجال کے حق مین درج کرتا ہون۔

ثناء اللہ کی رائے عبد الحکیم کی پیشگوئی پر۔

"ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہین سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس نہین کرتے۔ یعنی چودہ ماہہ پیشگوئی کرکے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کردیتے جیسا کہ انہون نے کیا چنانچہ ۱۵ رمئی کے اہلحدیث مین ان کے الہامات درج ہین۔ کہ ۲۱ رساون یعنی ۴ راگست کو مرزا مریگا۔ تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۰ رکے روزانہ پیسہ اخبار مین ڈاکٹر صاحب کے اس الہام چہپا ہوا پر کیا ہے۔ کہ ۲۱ رساون کی بجائے ۲۱ رساون تک ہوتا تو خوب ہوتا غرض پیشگوئی کے سالہ اور چودہ ماہہ کو اسی اجمال پر چہوڑے رہتے اور ان کے بعد میان کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کردیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا"

یہ رائے جو خدا لگتی ہے۔ کیا بتاتی ہے؟ مضمون صاف ہے کہ مرتد ڈاکٹر کی پیشگوئی جہوٹی نکلی۔ اور ڈاکٹر کاذب ہے۔ ..

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک اور بے نظیر سیرت ہمیشہ ایک کامل نمونہ کا کام دیگی۔ اس لئے کہ آپ کی زندگی اعجازی زندگی ہے۔ جو بطور تحدی اہل عالم کے سامنے پیش کی گئی اور ایسا ہی آپ کو چونکہ انک لعلیٰ خلق عظیم کی وحی ہوئی تھی۔ اس پہلو سے اخلاق کے تمام مدارج کا وہ مکمل نمونہ اور اسوہ تھی میں اس امر کا شدت سے حریص رہا ہوں۔ کہ سلسلہ کے مشاہیر کی عموماً اور حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصاً مکمل لائف لکھی جاوے۔ میں نے اس کام کو ابتداً شروع بھی کیا تھا۔ مگر وہ کسی دوسرے وقت پر میرے سے یا کسی اور کے لئے ملتوی ہوا۔ پھر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی لائف کا ارادہ میں نے ظاہر کیا۔ اور اس کا میٹریل بھی بہم پہنچایا۔ یہانتک کہ اس کے متعلق صرف اب اتنا کام باقی تھا یا ہے کہ میں انہیں صرف ایک ترتیب دیکر حوالہ کاتب کروں۔ اور اب جبکہ مجھے ایک محنتی اور جفاکش نائب محض خدا تعالے کے فضل سے مل گیا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ تفسیر اور مولوی صاحب کی لائف کے سلسلہ کو مکمل کروں۔ کہ اس اثنا میں حضرت حجتہ اللہ کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا اور مجھے اس کام کو پھر کچھ عرصہ کے لئے سردست ملتوی کرنا پڑا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی لائف کے مواد جمع کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ یہ شوق نیا نہیں۔ میں حضرت صاحب کی زندگی ہی میں اس کے لئے طیاری کر رہا تھا۔ چنانچہ الحکم کے بعض مقامات پر اس کے متعلق اشارات بھی کئے اور جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی اس کام میں قلمی مدد کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا۔ مگر ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس ضروری کام کو کیا جاوے۔ مرزا سلطان احمد صاحب بھی اس ضروری کام میں میرے معاون ہونگے۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ اپنے دوستوں کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے جو کوئی بھی حضرت اقدس ؑ کی لائف کے متعلق کوئی امر بتا سکتا ہو۔ اس سے مجھے اطلاع دے اور اگر کسی کے پاس آپ کا دستخطی کوئی خط ہو۔ وہ بجنسہ مجھے بھیجدے میں اسکی نقل لیکر اصل واپس کردونگا۔ کتنو بات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ میرے پاس پہلے ہی سے موجود ہے اور ایسا ہی حضرت اقدس ؑ کی بعض بہت پرانی اور غیر مطبوع تحریریں بھی میرے پاس ہیں۔ ان سب کو میں لائف کے ساتھ شامل کرونگا (انشاء اللہ العزیز) یہ لائف ایک جلد میں ختم نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ اس کے کئی مجلدات ہونگے اور ایک مقدمہ ہوگا جس میں علم السیرۃ اور سیرۃ الانبیاء پر انشاء اللہ العزیز عجیب بحث ہوگی یہ سب کام اللہ تعالے کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔

اس لئے میں احباب سے بمنت التجا کرتا ہوں کہ وہ خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالے اپنا خاص فضل مجھ پر نازل کرے میرے دل و دماغ کو اس مبارک کام کے لئے جہاں روشنی اور قوت وہاں اخلاص بھی عطا فرماوے اور اس سے مقصد خدمت دین ہو نہ حصول دنیا۔ . . . . . .

یہ کام چھوٹا کام نہیں۔ اسکے لئے بڑی محنت۔ مطالعہ۔ اور جستجو کی حاجت ہے۔ اور پھر اس کے طبع کرانے کے لئے بہت بڑے مصارف کی ضرورت ہے۔ مصارف کے لئے میں کچھ بھی نہیں کہتا۔ اور نہ میں اس کی قیمت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہوں۔ البتہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے۔ اور اس میں خیر و برکت رکھنا اللہ تعالے کا کام ہے کہ میں اس لائف کو اگر پورا کرسکا جو خدا ہی کے فضل پر موقوف ہے تو خواہ مجھے اس کے لئے اپنے اثاث البیت تک بیچنا پڑے میں اسکو عمدہ سے عمدہ کاغذ پر اچھے سے اچھے کاتب سے لکھوا کر چھپوانا چاہتا ہوں اور اس تحریر کی اشاعت کے ساتھ میں نے اس کام کو خدا تعالے سے دعا مانگ کر شروع کر دیا ہے۔ احباب سے صرف یہ درخواست ہے۔ کہ وہ مجھے جس قسم کا میٹریل دے سکتے ہیں دیں۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

خریداران ریویو کو اطلاع

چونکہ رسالہ اس دفعہ بسبب ایک ضروری مضمون کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا گیا ہے۔ بڑا ہو گیا ہے اس لئے غالباً وقت پر شائع نہ ہو سکیگا۔ اور شاید چار پانچ یوم توقف ہو جاوے

تفسیر القرآن بھی اسی وجہ سے وقت پر شائع نہ ہو سکیگی۔ اور اس میں قریباً آٹھ دس دن کی دیر ہو جاویگی۔

مینیجر ریویو آف ریلیجنز۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک خواہش

اللہ تعالے کا شکر اور اسی کی حمد ہے کہ ہم ایک علم دوست اور امن پسند حکومت کے نیچے ہیں۔ جس نے ہر قسم کی مذہبی آزادی عطا کر کے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے۔ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاج برطانیہ کی حکومت پر ہمیشہ فخر اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس زمانے میں مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے جو کام قلم اور پریس سے لیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت قیمتی ہے۔ اس وقت جبکہ قلمی جنگ مختلف مذاہب کے درمیان ہو رہی ہے ہمارے ہتھیار یہی ہیں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اور مخالفین اسلام اور سلسلہ کے جوابات کے لئے ہماری طرف سے جو کتابیں اور رسالے شائع ہوں۔ وہ نہایت عمدہ اور خوشخط ہونے چاہئیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مجلس میں مجھے خاص طور پر خطاب کر کے فرمایا کہ اخبار میں شائع کرو کہ ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ پسند فرماتے تھے۔ کہ عمدہ خوشخط کاتب یہاں رہیں۔ تاکہ وقت پر جلد تر کام ہو جاوے اس لئے اس وقت جبکہ ہمارے مقابلہ قلم کا میدان وسیع ہو گیا ہے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو احمدی ہیں اور پہلے سے اس کام کو قادیان سے باہر رہ کر کرتے ہیں۔ وہ قادیان میں رہ کر اور خدا کے لئے رہ کر اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں۔ اسطرح پر وہ خدا تعالے کو راضی کرنے والے ٹھیریں گے۔ اور خدا کے مرسل امام کی روح خوش ہوگی اور میرے اس کام میں جو خدا تعالے نے میری خواہش کے بغیر اپنے فضل سے میرے سپرد کیا ہے۔ وہ معاون ٹھیریں گے اور کچھ لوگ ایسے بھی چاہئیں۔ جو اس کام کتابت کو اس مقصد اور نیت سے سیکھیں۔ تاکہ وہ سلسلہ کی خدمت کرسکیں۔

کاتبوں کی فی الحقیقت بڑی دقت ہو رہی ہے اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک ضروری رسالہ لاہور بھیجنا پڑا۔ اور ایسا ہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے کا ایک پمفلٹ لاہور بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ وقت ہے کہ ہمارے وہ احباب جو اس فن سے مذاق رکھتے ہیں۔ وہ لاہور میں ہوں یا کسی اور جگہ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے نکلیں۔ قادیان میں انکا رہنا ان کے لئے انشاء اللہ برکات کا موجب ہوگا۔ اگرچہ یقین نہیں کہ دوسرے شہروں کے مقابلہ میں قادیان کی رہایش ان کی آمدنی پر کوئی اثر ڈالے۔ لیکن اگر وہ ایسا خیال کرتے ہیں تب بھی وہ یاد رکھیں کہ خدا کی رضا ان سب سے افضل اور مقدم ہے اور خدا کی راہ میں کوئی کچھ نہیں کھوتا۔ جو اس سے کئی درجہ زیادہ نہیں پالیتا۔ مبارک وہ جو اس کو سنے اور اس پر عمل کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۵ رجون ۱۹۰۸ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ یایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولٰکن لا تشعرون الخ اولٰئک ھم المھتدون ہ

اللہ تعالےٰ کے یہ کلمات جو مین نے تم کو اس وقت سنائے ہین معمولی وعظ نہین ہے اور نہ ہی ان کے متعلق کچھ بیان کرنا آج میرا مقصد تھا۔ یہ ایک کلام ہے اور الٰہی علم ہے۔ جو تمہارے سامنے پیش کرتا ہون۔ کلام خدا ہے۔ انسان کا کلام نہین۔ خدا کی پاک اور مجید کتاب کی سچی تعلیم ہے وہی کتاب جس کے واسطے اب اور پہلے بھی تم سب نے امام صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور وہ کامل کتاب ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت قلم دوات منگائی۔ اور چاہا کہ مین تم کو ایسی بات لکھ دون۔ کہ لن تضلوا (کہ تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو) جن لوگون کی عقل باریک اور سمجھ مضبوط اور علم کامل تھا۔ وہ سمجھ گئے۔ کہ انہون نے لوگون کو اللہ تعالےٰ کے پاک کلام کیطرف متوجہ کیا اور جن کی زبان پر حق چلتا تھا۔ اُس نے اس بات کا یقین کرلیا کہ آپؐ جو بات لکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہی پاک کتاب تھی۔ چنانچہ اُس نے صاف کہا کہ حسبنا کتاب اللہ یہ ایک نقطہ معرفت ہے جو ایک زمانہ مین اللہ تعالےٰ نے مجھپر کھولا تھا۔ آنحضرتؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہین۔ کہ مین ایسی بات لکھ دون۔ کہ لن تضلوا۔ دوسری طرف قرآن شریف مین یہ آیت موجود ہے۔ یبین اللہ لکم ان تضلوا ان تضلوا بمعنے لئلا تضلوا۔ پس تطابق سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قرآن ایک کامل کتاب ہے۔

آج یہ جو دو آیت مین نے تمہارے سامنے پڑھی ہین۔ یہ میرے کسی خاص ارادے غور وفکر کا نتیجہ نہین۔ اور نہ مین کوئی طیاری قبل از وقت اس مضمون اور ان آیات کے متعلق آج جمعہ کے خطبہ مین سنانے کی کی تھی۔ وعظ کا بیشک مین عادی ہون۔ مگر یہ آیتین محض اللہ تعالےٰ کی ہی طرف سے دل مین ڈالی گئین۔ اس کا مطلب سمجھنے کے واسطے مین پہلے تمہین تاکید کرتا ہون۔ توجہ سے سنو اور یاد رکھو جب تمہین کوئی وسوسہ پیدا ہو۔ تو پہلے دائین طرف تھوک دو۔ پھر لاحول پڑھو۔ اور ان باتون کو کثرت سے استعمال کرو۔ دعا کرو۔ پھر تاکید سے کہتا ہون کہ اب تمہارا کام یہ ہے کہ ہتھیار بند ہو جاؤ کمرین کس لو۔ اور مضبوط ہو جاؤ۔ وہ ہتھیار کیا ہین یہی کہ دعائین کرو۔ استغفار۔ لاحول۔ درود اور الحمد شریف کا ورد کثرت سے کرو۔ ان ہتھیارون کو اپنے قبضہ مین لو۔ اور اُن کو کثرت سے استعمال کرو مین ایک تجربہ کار انسان کی حیثیت سے اور پھر اس حیثیت سے کہ تم نے مجھ سے معاہدہ کیا ہے اور میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے تم کو بڑے زور سے اور تاکیدی حکم سے کہتا ہون۔ کہ سر سے پاؤن تک ہتھیارون مین محفوظ ہو جاؤ۔ اور ایسے بن جاؤ کہ کوئی موقعہ دشمن کے وار کے واسطے باقی نہ رہنے دو۔ بائین طرف تھوکنا۔ لاحول کا پڑھنا۔ استغفار درود اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ کرنا ان ہتھیارون سے مسلح ہو کر ان آیات کا مضمون سن لو۔

تم نے سنا ہوگا۔ اور مخالفون نے بھی محض اللہ کے فضل سے اس بات کی گواہی دی ہے۔ اور تم مین سے بعض نے اپنی آنکھ سے بھی دیکھا ہوگا۔ کہ حدیث شریف مین آیا۔ المبطون شھید۔ وہ جو دستون کی مرض سے وفات پاوے۔ وہ شہید ہوتا ہے مبطون کہتے ہین جس کا پیٹ چلتا ہو۔ یعنی دست جاری ہو جاوین۔ اب جائے غور ہے کہ آپؑ کی وفات اسی مرض دستون سے ہی واقع ہوئی ہے۔ اب خواہ اسی پرانے مرض کی وجہ سے جو مدت سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور ایک نشان کے آپ کے شامل حال تھا۔ یا بقول دشمن وہ دست ہیضہ کے تھے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو یہ امر قطعی اور یقینی ہے۔ کہ آپ کی وفات بصورت مبطون ہونے کے واقع ہوئی ہے پس آپ بموجب حدیث صحیح کہ مطبون یعنی جو مرض دست سے خواہ کسی بھی رنگ مین ہو وفات پانے والا شہید ہوتا ہے پس اس طرح سے خود دشمنون کے مونہہ سے بھی آپؑ کی شہادت کا اقرار خدا کرا دیا۔ یقتل فی سبیل اللہ سے مراد لڑائی اور جنگ ہوتی ہے لڑائی اور جنگ ہی مین صلح ہوتی ہے۔ خدا نے آپؑ کو پیغام صلح دینے کے بعد اُٹھایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی جنگ کا خاتمہ ہونے کو ہے۔ کیونکہ اب صلح کا پیغام ڈالا گیا ہے مگر خدا کی حکمت اس مین یہی تھی۔ کہ آپؑ کو حالت جنگ ہی مین بلالے تا آپؑ کا اجر جہاد فی سبیل اللہ کا جاری اور آپؑ کو رتبہ شہادت عطا کیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ عملی طور پر اس صلح کی کارروائی کے انجام پذیر ہونے سے پہلے جبکہ ابھی زمانہ زمانہ جنگ ہی کہلاتا تھا اُٹھا لیا۔

عجیب بات یہ ہے۔ کہ آپؑ نے اس سے کئی سال پہلے ایک دفعہ کل شہر کو بلا کر شیخ میران بخش کی کوٹھی مین جو کہ عین شہر کے وسط مین واقع ہے ایک فیصلہ سنایا۔ اور اس کا نام آپؑ نے فیصلہ آسمانی رکھا۔ عزیز عبد الکریم مرحوم کو کچھ تو اس خیال سے ان کی آواز اونچی اور ٹلر باجی تھی شاید ان کو خود ان کی اپنی آواز پر بھی کچھ خیال ہوگا۔ اور کچھ اس جوش سے جو عموماً ایسے موقعون پر ہوا کرتا تھا اس امر کی درخواست کی۔ کہ مین یہ مضمون سناؤن۔ مگر آپؑ نے بڑے جوش اور غضب سے کہا کہ اس مضمون کا سنانا بھی میرا ہی فرض ہے۔ غرض ہزارون ہزار مخلوق کے مجمع مین ایک مضمون آپؑ نے بیان کیا اور آپؑ نے دعاوی کو لوگون کے سامنے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد دوسرا موقعہ جلسہ اعظم مذاہب مین آپ کے بے نظیر اور پر حقائق لیکچر کے سنائے جانے سے دنیا پر حجت قایم ہو گئی۔ پھر اپنے سیالکوٹ کے مکان پر ایک پر زور لیکچر تحریری اور تقریری دیا۔ پھر اس کے بعد آپؑ نے ہم لوگون کو حکم دیا۔ کہ آریہ قوم پر بھی حجت قایم کر دی جاوے۔ اور اس غرض کے پورا کرنے کے واسطے آپؑ نے ایک مضمون دیا جو کہ تمہارے طور پر سنایا گیا۔ اور جس مین آپؑ کا حقیقی مذہب اور سچا اعتقاد دلی آرزو سچی تڑپ اور خواہش تھی۔ وہ دیکر ہمین بھیجا۔ اور ہمارے آنے جانے کے کثیر اخراجات کو برداشت کیا۔ غرض اس طرح سے بھی آپ نے لاہور جیسے دار الحکومت مین لوگون پر اپنی حجت ملزمہ قایم کر دی پھر اس کے بعد آخری سفر مین بھی تمام امرا کو دعوت دیکر ان کو اپنے دعاوی دلائل اعتقاد اور مذہب پہونچا دیا۔

اب مین نہین سمجھ سکتا کہ دار السلطنت مین اس طرح سے ہر بار پوری شان اور دھوم سے اتنی بار آپ نے اپنے پیغام رسالت کو پہونچایا۔ مگر اب بھی کوئی یہ کہ دے کہ آپؑ جس کام کے واسطے آئے تھے وہ ابھی پورا نہین ہوا۔ یا ناتمام رہ گیا۔ اب آخر کار اس گرمی کے موسم مین حالت سفر مین اور جنگ مین آپؑ نے پیغام صلح ڈالا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ صلح اپنا عملی رنگ پکڑے خدا نے آپؑ کو اُٹھا لیا تا آپ حالت جنگ مین وفات پانے کا غیر منقطع اجر پاوین۔

اب اللہ تعالےٰ کہتا ہے یایھا الذین اٰمنوا الخ ہم سناتے ہین۔ ذرا غور سے توجہ سے اور ہوشیار ہو کر سن لو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا کہتے ہین؟ یہی کہ تم

ان لوگون کے حق مین یہ کبھی بھی مت کہو۔ جو خدا کی راہ مین جان خرچ کر گئے ہین۔ اور خدا کی راہ مین شہید ہوئے ہین کیا مت کہو؟ یہ مت کہو کہ وہ مر گئے ہین وہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔ آپ نے خدا کی راہ مین تبلیغ احکام الٰہیہ مین خدا کی راہ مین حالت سفر مین وفات پائی ہے۔ پس یہ خدا کا حکم ہے اور کوئی بھی اس بات کا مجاز نہین کہ آپ کو مردہ کہے۔ آپ مردہ نہین آپ ہلاک شدہ نہین۔ بل احیاءٌ بلکہ زندہ ہین۔ یاد رکھو کہ یہ نہی الٰہی ہے۔ ہم وجوہات نہین جانتے کہ ایسا کیون حکم دیا گیا۔ بلکہ اس جگہ ایک اور نقطہ بھی قابل یاد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اور جگہ جہان شہداء کا ذکر کیا ہے۔ وہان احیاء عند ربہم کا لفظ بھی بولا ہے مگر اس مقام پر عند ربہم کا لفظ چھوڑ دیا ہے۔ دیکھو انسان جب مرتا ہے تو اس کے اجزا منتشر ہو جاتے ہین۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو جو بمنزلہ آپ کے اعضاء کے اور اجزا کے تھی اس تفرقہ سے بچا لیا اور اتفاق اور اتحاد اور وحدت کے اعلےٰ مقام پر ٹھہرا کر کے آپکی زندگی اور حیات ابدی کا پہلا زندہ ثبوت دنیا مین ظاہر کر دیا۔ مرنے تخم ریزی ہی نہین کی بلکہ دشمن کے مونہہ پر خاک ڈالکر وحدت کو قایم کر دیا۔

دیکھو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ المبطون شہیدٌ اور دوسری طرف قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے ہمین جھنجوڑ کر کہا ہے کہ مردہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ احیاءٌ۔ یہ بات ہماری سمجھ مین نہین آتی۔ ہم نے خود دم نکلتے دیکھا۔ غسل دیا کفن دیا اور اپنے ہاتھون سے گاڑ دیا اور خدا کے سپرد کیا پھر یہ کیسے ہوئے کہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔ مگر دیکھو اللہ فرماتا ہے کہ تمہارا شعور غلطی کرتا ہے۔ مین یہ مسئلہ اپنے بھائیون کے سامنے پیش کرتا ہون کہ وہ اپنے اندر غیرت پیدا کرین اور سچے جوش جو حق اور راستی کے قبول کرنے سے ان مین موجود ہو گئے ہین انکا اظہار کرین اور ہمین دکھا دین کہ واقعی ان مین ایک غیرت اور حمیت ہے اور ان مخالفون سے پوچھین کہ دشمن جو کہتا ہے کہ ہیضہ سے مرے ہین۔ اچھا مان لیا کہ دشمن سچ کہتا ہے۔ پھر ہیضے سے مرنا شہادت نہین ہے؟ پیغام صلح جنگ کو ثابت کرتا ہے اور دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرے گا۔ کہ واقعی آپ کی وفات عین جہاد فی سبیل اللہ مین واقع ہوئی ہے۔ دشمن نے خود بھی ہر طرح سے مورچہ بندی کی ہوئی تھی اور اپنے پورے ہتھیارون سے اپنی حفاظت کے سامان کرنے کی فکر مین لگ رہا تھا۔ اور لاکھون افراد کو دعوت دیکر آپ نے اپنے تمام دعاوی پیش کئے تھے یا کہ نہین! پس ان سب لوازم کے ہوتے ہوئے بھی اگر دشمن آپ کے احیاء کے قایل نہین تو جانور ہین۔

مانا کہ یہ رنگ ہمارے واسطے ایک ابتلائی رنگ ہے۔ صاحبزادہ میان مبارک احمد کی وفات اور پھر خود حضرت اقدس علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کا کوچ کرنا واقعی اپنے اندر ضرور ابتلاء کا رنگ رکھتے ہین۔ مگر اس سے خدا ہم کو انعام دینا چاہتا ہے۔ انعام الٰہی پانے کے واسطے ضروری ہوتا ہے کہ کچھ خوف بھی ہو۔ خوف کس کا؟ خوف اللہ کا۔ خوف دشمن کا۔ خوف بعض نادان ضعیف الایمان لوگون کے ارتداد کا۔ مگر وہ بہت تھوڑا ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ خدا فرماتا ہے کہ میری راہ مین کچھ خوف آویگا کچھ جوع ہوگی (جوع یا تو روزہ رکھنے سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچھ روزے رکھو) اور یا اس رنگ مین جوع اپنے اور اختیار کرو کہ صدقہ خیرات اس قدر نکالو کہ بعض وقت خود تمکو فاقہ تک نوبت پہنچ جاوے۔ اپنے مالون کو خدا کی راہ مین اتنا خرچ کرو کہ وہ کم ہو جاوین۔ اور جانون کو بھی اسی کی راہ مین خرچ کرو۔ علیٰ ہذا پھلون کو بھی خدا کی راہ مین خرچ کرو۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ایسے لوگون کو جو مصائب اور شدائد کے وقت ثابت قدم رہتے ہین۔ اور تنگی پر ثبات رکھتے ہین۔ خدا کو نہین چھوڑتے اور کہتے ہین کہ ہم سب الٰہی رضا کے واسطے ہی پیدا ہوئے ہین جس طرح وہ راضی ہو۔ اس راہ سے ہم اس کے حضور اس کو خوش کرنے کے واسطے حاضر و تیار اور کمر بستہ ہین۔ ہم نے اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ پس جس کے حضور انسان نے ایک نہ ایک دن حاضر ہونا ہے۔ وہ اگر اس سے خوش نہین تو پھر اس ملاقات کے دن سرخروئی کیسے ہوگی؟ پس تم خود ہی پیشتر اس کے کہ خدا کی طرف سے تم پر خوف۔ جوع اور نقص اموال اور ثمرات کا ابتلا آوے خود اپنے اوپر ان باتون کو اپنی طرف سے خدا کی خوشنودی کے حصول کے واسطے وارد کر لو تاکہ دوہرا اجر پاؤ۔ اور یہ قدم خدا کے لئے اٹھاؤ تاکہ اس کا بہتر بدلہ خدا سے پاؤ۔ یہ مصائب دینی نہین بلکہ صرف معمولی اور دنیوی ہونگے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ دشمن برا بھلا کہہ لیگا۔ کوئی گندہ گالیون کا بھرا اشتہار دے دے گا۔ یا خفگی اور ناراضگی کے لہجہ مین کوئی بڑا سا اعتراض کر دیگا مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لن یضروکم الا اذی۔ یہ تکلیف ایک معمولی سی ہوگی کوئی بڑی بیماری کی تکلیف نہ ہوگی۔ دیکھو خدا نے ہم کو بڑی مصیبت سے بچا لیا کہ تفرقہ سے بچا لیا۔ اگر تم مین تفرقہ ہو جاتا اور موجودہ رنگ مین تم وحدت کی لڑی مین پروئے نہ جاتے اور تم تتر بتر ہو جاتے تو واقعی بڑی بھاری مصیبت تھی اور خطرناک ابتلا۔ مگر یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ اگر کچھ تھوڑی سی تکلیف ہم کو ہوگی بھی تو یہین ہوگی اس کا مابعد الموت سے کوئی واسطہ یا تعلق نہین۔ بلکہ مابعد الموت گویا باعث اجر اور رحمت الٰہی ہوگی اور اس تھوڑی سی مشکل پر صبر کرنے اور مستقل رہنے اور سچے دل سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا بہتر سے بہتر بدلہ دینے کی قدرت اور طاقت رکھنے والا تمہارا خدا موجود ہے۔ وہ خاص رحمتین جو کہ ورثہ انبیاء اور شہداء ہوتی ہین وہ بھی تمہین عطا کرے گا اور عام رحمتین بھی تمہارے شامل حال کرے گا۔ اور آئندہ ہدایت کی راہین اور ہر مشکل سے نجات پانے کی ہر دکھ سے نکلنے ہر سکھ اور کامیابی کے حصول کی راہین تم پر کھول دے گا۔ دیکھو مین یہ اپنی طرف سے نہین کہتا۔ بلکہ بطرح خدا ہمین است۔ خدا کے اپنے وعدے ہین۔ اور خدا اپنے وعدے کا سچا ہے۔

آج کا مضمون اور اس کی تحریک محض خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے دل مین ڈالی گئی ہے ورنہ مین نے نہ اس کا ارادہ کیا تھا۔ اور نہ اس کے واسطے کوئی تیاری کی تھی۔ پس یہ خدا کی بات ہے۔ مین تمکو پہنچاتا ہون اور تاکید کرتا ہون کہ ایسے اوقات مین تم کثرت دعا۔ استغفار۔ درود و لاحول۔ الحمد شریف۔ کا ورد کیا کرو۔ مین بھی دعا کرتا ہون اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم۔ دیکھو دو کو ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے۔ تو پھر ہزارون کا یکدم جمع کرنا اور ان مین وحدت اور الفت کا پیدا کرنا خدا کے فضل کے سوا کہان ممکن ہے! دیکھو تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے ہو۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور اس کی حقیقت کو پہچانو تو سلسلہ اخلاص اور ثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔

جلسہ کے بعد

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ۔ الحمد کہنے مین تو خدا کی حمد کیا کرو نیز اشارہ الحمد شریف کیطرف ہے اس کا کثرت سے ورد کرو اور شفا بھی اسی سے چاہو۔ ایاک نعبد وایاک نستعین کی طرف اشارہ ہے۔ استغفار کی الگ بار بار تم کو تاکید کر دی گئی ہے ایمان اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ کے سچے مفہوم اور حقیقت پر کاربند ہونے کا نام ہے۔ اسی پر توکل کرو۔ اور ہمیشہ پچھلے گناہون کے بدنتائج سے بچنے کے واسطے دعاؤن مین مصروف رہو جمعہ

[illegible] جماعت احمدیہ [illegible] وصول ہوئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزا
[illegible] اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔